دوسرا باب

اخلاق و عادات

پیاری ماں کی پیاری پیاری دل نوازاداؤں کا ایمان افروز تذکرہ

دست قدرت سے عطا ہونے والی خصوصیات پر ایک طائرانہ نگاہ

عظیم الشان ہستی کی عظیم الشان سیرت کی بعض نمایاں جھلکیاں

ایک خاتونِ کامل کے منفرد اوصاف و اخلاق کا روح پرور بیاں

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی ایک مومن خاتونِ کامل کی جیتی جاگتی تصویر ہے...... عزم، استقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکل، رضا، حیا، برداشت، قربانی، قناعت، استغنا، ایثار، جودوسخا، تواضع، خاکساری مختصر یہ کہ وہ تمام اخلاقی پہلو جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں پیش آتے ہیں، ام المومنین کے ہاں ہمیں عملی ہدایت کے طور پر نظر آتے ہیں......

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس گھر میں جنم لیا، وہ سب سے پہلا گھر تھا جس نے اسلام کی آواز پر لبیک کہا، گھر کے درودیوار نورِ اسلام سے منور تھے لہٰذا بچپن ہی سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکارمِ اخلاق کا مجسمہ تھی......

پھر جوانی کا زمانہ اُس ذاتِ اقدس کی صحبت میں بسر کیا جو دنیا میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لیے تشریف لائے تھے اور جن کے روئے جمال کا غازہ "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" ہے، کاشانۂ نبوت میں تشریف آوری نے ام المومنین کو حسنِ اخلاق اور فضائل و مناقب کے اُس زینے تک پہنچا دیا جو انسانیت کی روحانی ترقی کی آخری منزل تھی یہ ہی وجہ ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اخلاق نہایت بلند اور کردار انسانی خوبیوں کا گلدستہ تھا......

آپ کی غیر معمولی شخصیت خصائل کا ایک کوہِ گراں ہے جس کی مکمل تفصیل بیان کرنا تو ممکن نہیں تاہم آپ کی سیرت کی بعض روشن اور نمایاں جھلکیاں یہاں پیش کی جارہی ہیں جن سے قاری کو بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ ام المومنین کس عظیم الشان شخصیت کی مالک تھیں......

عبادت وتقویٰ:

فرائض کی سختی کے ساتھ پابندی اور زہد وتقویٰ ام المومنین کی حیاتِ طیبہ کا نہایت نمایاں وصف ہے، وہ عبادتیں جو فرض ہیں، اُن کی پابندی تو اسلام میں معروف ہے ہی مگر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرض نمازوں کی پابندی کے علاوہ اپنا زیادہ تر وقت نفل نمازوں کی ادائیگی میں گزارتی تھیں......

☆ بسا اوقات رات بھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامت کے فرائض انجام دیتے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقتدی ہوتیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء جیسی طویل سورتیں پڑھتے، جہاں اللہ سے ڈرنے والی کوئی آیت آتی اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے اور جب کوئی رحمت کا موقع آتا تو اللہ رب العزت سے اس کی آرزو فرماتے، اِسی طرح یہ ایمان افروز منظر تمام رات قائم رہتا (مسند امام احمد)

☆ اِن روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مقدس شوہر کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے سے قبل ہی تہجد کی پابند ہوگئی تھیں اُس کے بعد عمر بھر تہجد کی نماز نہ چھوٹی، حد تو یہ کہ اگر کبھی تہجد کے وقت آنکھ لگ جاتی تو سویرے اٹھ کر پہلے تہجد پڑھتیں اُس کے بعد فجر کی نماز ادا کرتیں، ایک بار ایسے ہی ایک موقع پر آپ کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ تشریف لائے اور جب انہوں نے ام المومنین کو فجر کی زائد رکعتیں پڑھتے دیکھا تو پوچھا: ''پھوپھی جان! فجر میں یہ زائد رکعتیں کیسی؟''، فرمایا ''بھتیجے! میں تہجد نہیں چھوڑ سکتی، آج دیر سے آنکھ کھلی لہٰذا تہجد نہ پڑھ سکی تھی، سوچا پہلے وہ ادا کرلوں پھر فجر پڑھوں گی'' (مسند دار قطنی)

☆ بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ غیر معمولی حالات مثلاً کسوف وغیرہ کی حالت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کسوف پڑھاتے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ کھڑی ہو جاتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مسجد میں جماعت کرا رہے ہوتے یہ اپنے حجرے ہی میں کھڑے ہو کر اقتداء کر لیتیں (صحیح بخاری)

☆ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھ کر ام المومنین اشراق کی نماز بھی نہایت باقاعدگی سے پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ

اگر میرے ماں باپ بھی قبر سے اٹھ کر آئیں اور منع کریں تو میں نہ مانوں (مسند احمد)

☆ خود سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اگرچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشراق کی نماز روزانہ پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے مگر میں خود روزانہ پڑھتی ہوں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس پر متواتر عمل اس لیے نہیں کرتے تھے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائیں (صحیح مسلم)

☆ ایک روایت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ آپ نے رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح کے لیے اپنے غلام ذکوان کو تیار کیا تھا، وہ امام بنتا اور آپ اقتدا کرتیں (صحیح بخاری/موطا امام مالک)

☆ شب بیداری کے ساتھ ساتھ روزہ داری بھی آپ کی شخصیت کا نمایاں جوہر تھا، آپ اکثر روزے رکھا کرتیں اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہمیشہ روزے سے رہتی تھیں (طبقات ابن سعد)

☆ آپ کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (سوائے اُن ایام کے جن میں روزہ رکھنا منع ہے) روزانہ روزہ رکھا کرتی تھیں (طبقات ابن سعد)

☆ آپ کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لگاتار روزہ رکھا کرتی تھیں (طبقات ابن سعد)

☆ رمضان المبارک میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرماتے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صحنِ مسجد میں خیمہ نصب کرا کے اتنے ہی دن اعتکاف میں گزارتیں (صحیح بخاری)

☆ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اعتکاف میں ہوتیں اور کسی کی عیادت کرنی ہوتی تھی تو چلتے چلتے کر لیتی تھیں، ٹھہرتی نہ تھیں (موطا امام مالک)

☆ماہ ذی الحج میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کا ذکر اکثر روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ شدید گرمی اور طبیعت کی ناسازی کے باوجود سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوم عرفہ کا روزہ رکھا اور یہ فرمایا کہ جب میں سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن چکی ہوں کہ عرفے کے دن کا روزہ رکھنا سال بھر کے گناہ معاف کرا دیتا ہے تو میں روزہ کیسے توڑوں (مسند احمد)

☆حج کی شدت سے پابند تھیں، کوئی سال ایسا نہ گزرتا جس میں حج نہ کرتی ہوں، ایک مرتبہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے، اس فرمان کے سننے کے بعد آپ اس کی پابندی اس شدت سے کرتی تھیں کہ آپ کا کوئی سال حج سے کم ہی خالی جاتا تھا (صحیح بخاری)

☆ پہلے یہ دستور تھا کہ حج کے بعد ماہ ذی الحج ہی میں عمرہ ادا فرماتی تھیں بعد میں اس معمول میں تھوڑی ترمیم کر لی، محرم الحرام سے پہلے آپ جحفہ میں جا کر ٹھہر جاتی تھیں (صحیح بخاری میں جحفہ کے بجائے کوہ ثبیر پر قیام کا ذکر ہے) اور محرم کا چاند دیکھ کر عمرے کی نیت کرتیں (مؤطا امام مالک)

☆ نابیہ ایبٹ (Nabia Abbot) جس کا شمار بیسویں صدی کے خاصے آزاد خیال مستشرقین میں ہوتا ہے وہ اپنی تصنیف "Aysha the beloved of Mohemmed(saww)" میں اس بات کی شہادت دیے بغیر نہیں رہ سکی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پُر عبادت زندگی میں انجام دیے گئے کارہائے نمایاں اور ان کے اقوال کے متعدد حوالہ جات موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کئی کئی دنوں تک روزے سے رہتیں اور عبادت میں مشغول رہتیں اور جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتیں تو آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات امڈ پڑتی تھی.....

(Aysha the beloved of Mohemmed(saww)

خشیت الٰہی اور رقت قلبی:

عبادت اور اعمال کا اصل جو ہر خوف خداوندی ہے اور چونکہ عبادت کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اللہ کا خوف طاری ہو جاتا اس لیے بعض آیات کے تلاوت کرنے پر آنسو بہنے لگتے تھے......

☆امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین کا دل خشیت الٰہی اور خوف الٰہی سے لبریز تھا اور آپ ایسی معمولی معمولی باتوں پر رونے لگتی تھیں جن میں خوف کا عنصر نمایاں ہوتا تھا (صحیح بخاری)

☆آخرت سے متعلق علامات کو یاد کر کے زار وقطار رونے لگتی تھیں، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی ہیں، آپ نے پوچھا کہ اے عائشہ کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے دجّال کا ذکر اس انداز سے کیا کہ خوف سے مجھے بے ساختہ رونا آ گیا (مسند احمد)

☆ایک بار دوزخ کا خیال آ گیا تو رونے لگیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کا سبب دریافت کیا تو عرض کیا کہ دوزخ کی آگ یاد کر کے رو رہی ہوں، کیا آپ قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ فرمایا، تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا، ایک تو میزان کے پاس جب تک یہ جان نہ لے کہ اس کی تول ہلکی ہے یا وزنی، دوسرے اعمال نامہ ملنے کے وقت جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے گا کہ نوشتۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا داہنے ہاتھ میں، اور تیسرے پل صراط پر جب کہ یہ پل دوزخ پر رکھا گیا ہوگا (سنن ابی داؤد)

ام المومنین نہایت رقیق القلب واقع ہوئی تھیں اور عام زندگی میں پیش آنے والے واقعات پر بھی جہاں خود کو بے بس اور مجبور محسوس کرتیں تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگتے تھے......

☆حجۃ الوداع کے موقع پر جب نسوانی مجبوری سے حج کے بعض فرائض ادا کرنے سے معذوری پیش

آ گئی تو اپنے اس ضعف پر بے اختیار رونے لگیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشفی اور تسلی دی تو قرار آیا (صحیح بخاری/مسند ابی داؤد طیالسی)

☆ایک دفعہ کسی بات پر قسم کھائی تھی، پھر لوگوں کے اصرار پر اپنی قسم توڑنی پڑی تو اس کے کفارے میں چالیس غلام آزاد کیے حالانکہ کفارے میں ایک ہی غلام آزاد کرنا کافی ہوجاتا ہے، ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوفِ خدا کی کیفیت کے زیر اثر احتیاطاً ۴۰ غلام آزاد کیے اس کے باوجود قسم ٹوٹنے کا آپ کے دل پر اتنا گہرا اثر تھا کہ جب یاد کرتیں تو پھوٹ پھوٹ کر روتیں (صحیح بخاری)

☆آپ کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہر صبح سلام عرض کرنے کے لیے اپنی خالہ جان ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، ایک صبح میں ان کے ہاں گیا تو وہ نماز میں قیام کے دوران یہ آیت تلاوت فرمارہی تھیں:

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (سورۂ طور، آیت 27)

ترجمہ: اللہ نے ہم پر فضل کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچالیا......

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ دعائیں مانگ رہی ہیں اور روتی جارہی ہیں اور بار بار اس آیت کو دہرا رہی ہیں، میں بڑی دیر تک کھڑا رہا لیکن ام المومنین برابر یہ آیت پڑھتے ہوئے روتی رہیں، میں وہاں سے اٹھ کر اپنے کسی کام کے لیے بازار چلا گیا، دوبارہ جب میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ ام المومنین اِسی طرح نماز میں کھڑی رو رہی تھیں جس طرح میں چھوڑ کر گیا تھا (السمط الثمین)

علامہ ابن جوزی نے ''صفۃ الصفوۃ'' میں یہی روایت حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم علیہ الرحمہ کی روایت سے نقل کی ہے......

اطاعتِ شوہر:

اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی بھی بیوی کا سب سے بڑا جوہر اور اثاثہ شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری ہے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریباً دس برس پر مشتمل ازدواجی زندگی اس امر کی قوی شہادت فراہم کرتی ہے کہ ان دس برسوں میں آپ نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی حکم کی مخالفت نہیں کی بلکہ انداز و اشارے سے بھی کوئی بات ناگوار لگی تو فوراً ترک کر دی اور کوئی حکم ملا تو فوراً تعمیل کر دی......

☆امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی کو ولیمے کی دعوت کرنی تھی لیکن گھر میں کھانے پینے کا کچھ سامان نہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن صحابی سے فرمایا کہ جاؤ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کہو کہ غلے کی ٹوکری بھیج دیں، وہ یہ پیغام لے کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُسی وقت غلے سے بھری ہوئی پوری ٹوکری اٹھا کر اُن کے حوالے کر دی اور گھر میں کھانے کے لیے کچھ بھی باقی نہ بچا (مسند احمد)

☆غزوۂ تبوک میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتح واپس لوٹے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی میں خیر مقدم کے طور پر ایک منقش پردہ آویزاں کیا، سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دروازے پر قدم رکھا تو رُوئے انور متغیر ہو گیا، ام المومنین نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قصور معاف ہو، مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ ارشاد فرمایا: ''عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم کو اللہ نے اینٹ اور مٹی کی آرائش کے لیے دولت نہیں دی، یہ کہہ کر آپ نے اُسے پردے کو اتار کر پھاڑ ڈالا، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بات کا بالکل برا نہ مانا اور اُس پھٹے ہوئے کپڑے کو کاٹ کر دو تکیے بنا لیے اور ان میں چھال بھر دی (سنن ابی داؤد)

☆اپنے محبوب شوہر کی خدمت اور خواہشات کا اتنا احترام فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں اپنی نسوانی مجبوری کے تحت قضا ہونے والے روزے پورے سال میں صرف شعبان میں رکھتی تھیں کیونکہ ان دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روزے رکھا کرتے تھے اور جب آپ نے پردہ فرمالیا تو پھر سال بھر میں جب چاہتی میں روزے رکھ لیتی (جامع ترمذی)

سادگی ومتانت:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کی مبارک زندگی پر نظر دوڑائیں تو علم ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت میں سادگی اور بھولپن کا مادہ بہت زیادہ تھا...... روایات سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی کبھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹا گوندھتیں اور اُسے رکھ کر بے خبر سو جاتیں، بکری آتی اور برتن صاف کر جاتی......

☆صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ام المومنین نے ایک بار اپنے ہاتھ سے آٹا پیسا، اس کی ٹکیاں بنائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگیں، رات کا وقت تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہو گئے، اِن کی آنکھ لگ گئی، پڑوس کی ایک بکری کی قسمت میں وہ ٹکیاں تھیں، وہ آئی اور سب صفایا کر گئی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑیں کہ بکری کو ماریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹوکا کہ عائشہ! ہمسائے کو تکلیف نہ دو (الادب المفرد)

بچپن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت میں جو بھولپن تھا اُس بھولے پن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعلیم کا اثر ہوا تو سادگی پیدا ہوئی...... اِس سادگی اور بھولپن ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ اپنے دل کی پوری بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں جس طرح مناسب سمجھتے، نصیحت فرماتے اس طرح بہت سی مفید اور کارآمد نصیحتوں سے اسلام کا دامن سرشار ہو گیا......

نفاست پسندی:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت اور مزاج میں فطرتاً نفاست پسندی کا عنصر بہت زیادہ تھا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نفیس ہستی کی رفاقت نے آپ کی جمالیاتی حسِ ادراک کو نفاست کی معراج پر پہنچا دیا......

☆مسواک کرنا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ مرغوب تھا اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مسواک کو زیادہ پسند فرماتی تھیں چنانچہ آپ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کر کے دھونے کے لیے مجھے دیا کرتے تھے تو میں پہلے اُس سے اپنے دانت صاف کرتی تھیں پھر دھو کر آپ کو واپس دیا کرتی تھی (سنن ابی داؤد)

☆آپ نہ صرف یہ کہ خود نفاست پسند تھیں بلکہ دوسروں میں بھی اس کی جھلک دیکھنا پسند فرماتی تھیں، ایک بار دروازے پر ایک سائل حاضر ہوا، آپ نے اُسے روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر رخصت کر دیا، پھر ایک خوش لباس مسافر آیا تو کنیز کو حکم دیا کہ اس کو گھر میں بٹھا کر کھانا کھلائے، لوگوں نے اس تفریق کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:
اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (ہر شخص سے اُس کے درجے کے مطابق سلوک کرو)......(سنن ابی داؤد)

.جمالیاتی حسن سے آراستہ نفیس شخص کو ہر وہ فعل دل پذیر معلوم ہوتا ہے جس سے نفاست ٹپکتی اور جھلکتی ہو، خوش الحانی کیونکہ کانوں کو بھلی لگتی ہے اور دل میں سرور کی ایک کیفیت کو جنم دیتی ہے، اسی لیے آپ کو خوش الحانی سے بڑی رغبت تھی......

☆ایک روز جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے حجرے میں موجود تھے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی کام سے باہر نکلیں اور تھوڑی تاخیر کے بعد اندر واپس تشریف لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہیں کہاں دیر ہوئی؟ آپ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایک شخص نہایت خوش الحانی کے ساتھ قرآن شریف پڑھ رہا ہے، میں اُس کی قرأت سن رہی تھی، ایسی اچھی قرأت میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی باہر تشریف لائے اور اُس شخص کی تلاوت دیر تک سنتے رہے پھر فرمایا کہ یہ شخص ابوحذیفہ کا مولد ہے، اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسا شخص پیدا کیا (احیاء العلوم)

زہد وقناعت:

دنیاوی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو گویا عورت اور قناعت پسندی دو متضاد جہتیں ہیں لیکن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات میں یہ عظیم وصف پوری آب وتاب کے ساتھ موجود تھا......

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زاہدانہ زندگی کے متعلق متعدد روایات ہیں اور اکثریت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ انتہائی سادہ اور آسائش سے عاری زندگی گزارتی تھیں کیونکہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُرعسرت زندگی کو ہمیشہ پیش نظر رکھتیں اور آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نصیحت ہمیشہ یاد رہی کہ دنیاوی اشیاء اور مال سے رغبت کے بجائے قناعت پسندی کو جزوِ حیات بناؤ کیونکہ انسان کا اس دنیا میں قیام اُس مسافر کی طرح ہے جو ایک عارضی مدت کے لیے کسی سرائے میں ٹھہرا ہو، اور ایک مسافر کا ساز وسامان کھردرے کپڑے کا پہناوا اور انداز اہل ثروت لوگوں سے اجتناب ہونا چاہیے......

☆ ایک مرتبہ کسی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قناعت کے اس غیر معمولی جذبے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا کہ اے عائشہ! اگر تم چاہتی ہو کہ جنت میں میرے ساتھ رہو تو تمہیں چاہیے کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کہ راہ چلتا مسافر ہوتا ہے کہ وہ کسی کپڑے کو پرانا نہیں سمجھتا جب تک وہ پیوند کے قابل ہو اور وہ اُس میں پیوند لگاتا ہے (جامع ترمذی)

دیگر تمام خواتین کی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی نوعمری میں اچھی چیزوں کی دلدادہ تھیں مگر اپنے عظیم شوہر کے پند و نصائح کے پیش نظر انہوں نے تازیست جھوٹی شان و شوکت سے قطع تعلق رکھا اور تمام عمر زہد و تقویٰ کی زندگی گزاری...... تمام نامور مورخین نے آپ کے کردار کے اس امتیازی وصف کی شہادت دی ہے...... بیشتر روایات اسی امر کی تائید کرتی نظر آتی ہیں کہ آپ کی ازدواجی زندگی نہایت عسرت اور فقر و فاقہ میں گزری لیکن آپ کبھی کوئی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائیں...... اگرچہ فتوحات کا خزانہ سیلاب کی طرح عرب کا رُخ کر رہا تھا لیکن کبھی بھی ان کی طلب اور ہوس آپ کو دامن گیر نہ ہوئی...... کبھی بھی بیش بہا لباس، گراں قیمت زیورات، عالیشان محلات اور لذیذ اشیائے خورد و نوش کی خواہش آپ کے دل میں پیدا نہ ہوئی......

☆ حضرت مسروق تابعی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ایک دفعہ میں ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے لیے کھانا منگوایا پھر ارشاد فرمایا: اگر میں پیٹ بھر کر کھالوں اور پھر اس کے بعد رونا چاہوں تو کیا رو سکتی ہوں؟ میں نے پوچھا آخر کیوں؟ فرمایا: ''مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو چھوڑا تھا، اللہ کی قسم، دن میں دو دفعہ کبھی سیر ہو کر آپ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا (جامع ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد بھی ام المومنین کی خدمت میں تحفے تحائف بہت آتے تھے لیکن شام ہوتے ہوتے گھر میں کچھ نہ رہتا تھا...... لونڈی ٹوکتی تو اللہ کا نام لیتیں...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہمیشہ غریبوں کی طرح رہیں...... اسی حجرے میں زندگی گزار دی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتی تھیں...... اس حجرے کو اس وقت چھوڑا جب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قبر کے لیے اس میں جگہ مانگی......

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ دولت سے محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے لہٰذا اس قول کی تعمیل میں آپ ہمیشہ پیوند لگے کپڑے پہنتیں اور اکثر مواقع پر لوگوں کو بلند معیار زندگی اپنانے اور اسراف کی عادات پر سرزنش فرماتیں...... آپ کے اپنے وسائل ہرگز کم نہ تھے، بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے پاس کفایت شعاری کی عادت کی وجہ سے اور خاندانی طور پر ورثے یا وصیت میں ملنے والی دولت وافر تھی مگر آپ نے یہ سب کچھ خیرات میں لٹا دیا......

☆ روایت ہے کہ ایک دن آپ اپنا نقاب سی رہی تھیں جو پھٹ گیا تھا، اِس دوران کسی نے دریافت کیا کہ اے ام المومنین! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت کی فراوانی عطا نہیں فرمائی؟ سن کر ارشاد فرمایا کہ وہ شخص نئے کپڑے کا حقدار نہیں جو پرانے کپڑے استعمال نہ کرے (صحیح بخاری)

☆ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے اپنے مرتب کردہ شہرۂ آفاق مجموعۂ احادیث ''مؤطا شریف'' میں ام المومنین کی سیرت اقدس کو اجاگر کرتی ایک ایسی روایت بیان کی ہے جسے اللہ پر توکل کی بہترین مثال قرار دیا جاسکتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن روزے سے تھیں، اُس روز گھر میں ایک روٹی کے سوا کوئی اور شے افطار کے لیے موجود نہ تھی، اس حالت میں ایک مسکین عورت نے بھوکا ہونے کی صدا بلند کی تو ام المومنین اُس کی یہ صدا سن کر بے قرار ہوگئیں اور کنیز کو حکم دیا کہ روٹی اِسے کھلا دو، اُس نے عرض کیا کہ ام المومنین! اگر یہ واحد روٹی بھی اِس عورت کو دے دی تو پھر افطار کس چیز سے کیجیے گا؟ فرمایا کہ اللہ مالک ہے، شام ہوئی تو کسی نے بھنی ہوئی بکری کا گوشت مع روٹیوں کے بھجوا دیا، آپ نے کنیز کو بلا کر کہا: لے کھا، یہ تیری اُس روٹی سے کہیں بہتر ہے (مؤطا امام مالک)

☆ ایک روز تابعی حضرت محمد بن المنکدر رعلیہ الرحمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی سخت حاجت کا اظہار کیا، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اِس وقت تو بالکل کچھ بھی

نہیں ہے، اگر میرے پاس دس ہزار درہم بھی ہوتے تو سب کے سب تمہیں دے دیتی، مگر اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے، وہ واپس چلے گئے، تھوڑی دیر بعد خالد بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے دس ہزار درہم کا ہدیہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا، دیکھا تو فرمانے لگیں کہ میری بات کا بہت جلد امتحان لیا گیا، اسی وقت حضرت محمد بن المنکد رعلیہ الرحمہ کے پاس آدمی بھیجا اور اُن کو بلا کر وہ ساری رقم اُن کے حوالے کردی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس رقم میں سے ایک ہزار درہم خرچ کر کے ایک باندی خریدی، جس کی کوکھ سے تین لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام بالترتیب محمد، ابو بکر اور عمر رحمھم اللہ رکھے گئے، تینوں مدینہ منورہ کے عابدوں میں شمار ہوتے تھے اور یہ اُس حلال مال کی برکت کا اثر تھا جو ام المومنین نے مجھے دی تھی (تہذیب التہذیب)

☆مستشرق نابیہ ایبٹ اسلام سے اپنے روایتی تعصب کے باوجود اس بات کی شہادت دیے بغیر نہیں رہ سکی کہ مسلم روایات نے زاہدہ و عابدہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درست تصویر کشی کی ہے جن کی زندگی کا رہنما اصول عقیدے پر قائم رہتے ہوئے انعام خداوندی کی توقع اور اِسی امید پر اپنا سب کچھ دریا دلی سے اللہ کی راہ میں لٹا دینا تھا اور یہ ہی وجہ تھی کہ بعد میں آنے والے مسلمان مؤرخین نے لکھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار نہ صرف عارفوں میں بلکہ اولیاءاللہ کی اولین صفوں میں ہوتا ہے......

(Aysha the beloved of Mohemmed (saww)

سخاوت وفیاضی:

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبۂ سخاوت کمال درجے کا تھا...... ایک مرتبہ کسی نے آپ سے قناعت کے اِس غیر معمولی جذبے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے سائے کے نیچے سب سے پہلا شخص وہ ہوگا جس کو جب اللہ کے دیے مال سے خرچ کرنے کو کہا گیا تو اُس نے برضا ورغبت خرچ کیا اور یوں انصاف کیا جیسے وہ خود

اس سے مستفید ہو (کنز العمال)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت ونصیحت پر اس قدر کاربند رہیں کہ کبھی آج کا کھانا کل کے لیے بچا کے نہ رکھا اور کبھی کوئی سائل آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ نہیں گیا...... بیشتر روایات آپ کی فیاضی اور سخاوت کی عظیم داستان سنائی دکھائی دیتی ہیں......

☆ام المومنین کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو صاحب کرم، فیاض اور سخی نہیں دیکھا (طبقات ابن سعد)

☆حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ایک لاکھ درہم دو بوریوں میں بھر کر ام المومنین کی خدمت میں بھیجے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس دن روزہ رکھا ہوا تھا، جونہی آپ کو یہ درہم موصول ہوئے اُسی وقت آپ نے ایک تھال منگوایا اور اُس میں یہ درہم رکھ کر ضرورت مندوں میں بانٹنا شروع کر دیے اور شام تک سب درہم تقسیم کر دیے، اِن میں سے ایک درہم بھی اپنے پاس نہ رہنے دیا (طبقات ابن سعد/ حلیۃ الاولیاء)

☆ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی غیر محدود سخاوتوں اور فیاضیوں سے گھبرا کر کہا کہ اب اِن کا ہاتھ روکنا چاہیے، اس بات پر اتنی ناراض ہوئیں کہ اپنے محبوب ترین بھانجے سے بات نہ کرنے کا عہد کر لیا، چنانچہ وہ مدت تک ام المومنین کی ناراضگی کا شکار رہے اور جب گڑگڑا کر معافی مانگی تب بارگاہ ام المومنین میں آنے کی اجازت ملی (صحیح بخاری)

☆ام المومنین ہی کے ایک اور بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ام المومنین کو ستر ہزار درہم راہِ خدا میں صدقہ کرتے دیکھا ہے حالانکہ اُن کی قمیص کے مبارک دامن میں پیوند لگا ہوا تھا (طبقات ابن سعد)

☆ حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ نے شام ہونے سے پہلے پہلے تمام رقم اللہ کے نام پر لٹا دی، جبکہ اُس دن آپ روزے سے تھیں اور روکھی سوکھی روٹی سے افطار کیا، میں نے کہا کہ کیا آپ یوں نہ کر سکتی تھیں کہ ایک درہم بچا لیتیں جس سے گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں، آپ نے جواب دیا کہ اگر تُو مجھے یاد دلا دیتی تو شاید میں ایسا ہی کر لیتی (طبقات ابن سعد/مستدرک امام حاکم)

☆ عبداللہ بن قاسم علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو انگور کی بہت ساری ٹوکریاں ہدیہ کی گئیں، آپ نے انگور کی وہ تمام ٹوکریاں لوگوں میں تقسیم کر دیں، اسی اثنا میں خادمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نظر بچا کر ایک ٹوکری اٹھا لی کہ روزہ کھولنے کے لیے آپ کو پیش کروں گی، روزہ کھلنے کا وقت آیا تو ٹوکری حاضر خدمت کر دی، آپ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟ خادمہ کہنے لگی: یا ام المومنین! میں نے ایک ٹوکری آپ کا روزہ افطار کرنے کے واسطے اٹھا لی تھی'' آپ نے فرمایا: ''ایک خوشہ کیوں کر نہ اٹھایا، بخدا! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کھاؤں گی (مستدرک امام حاکم)

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ آپ تقسیم کے وقت حساب کتاب کو مدنظر نہیں رکھتی تھیں، بس بے دریغ بانٹنے پر یقین رکھتی تھیں، کسی نے اس کا سبب پوچھا تو بتایا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! گن کے نہ دینا، ورنہ اللہ تجھے گن کے دینے لگ جائے گا'' (کنز العمال)

خدمت خلق:

سخاوت اور فیاضی وہ خصائل ہیں جن کی کوکھ سے خلق خداوندی کی خدمت کا جذبہ صرف پھوٹتا ہی نہیں بلکہ پروان بھی چڑھتا ہے اور پھر انسان کو اپنی ذات کی پروا نہیں رہتی، وہ اپنا پیٹ کاٹ کر بھی

دوسروں کا پیٹ بھرنے کو ترجیح دیتا ہے...... ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب مطہر میں خدمت خلق کا یہ مستحسن جذبہ اُس عظیم ہستی کی رفاقت کی وجہ سے جڑ پکڑ گیا تھا جنہیں بارگاہ الٰہی سے جواد و کریم کا لقب عطا ہوا ہے......

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس کاشانے میں سکونت گزین تھیں وہ کاشانہ نبوت تھا، دولت نام کی کوئی شے نہ وہاں تھیں اور نہ ہی پسند کی جاتی تھی، یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اونچی آواز سے فرماتے: ''آدم کے بیٹے کی ملکیت میں اگر مال و دولت سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں پھر بھی وہ تیسرے کی حرص کرے گا، اس کی حرص کے منہ کو صرف قبر کی مٹی بھر سکتی ہے، اللہ جل مجدہٗ فرماتا ہے کہ ہم نے مال تو اپنی یاد دلانے اور مسکینوں کی مدد کرنے کے لیے پیدا کیا ہے، جو اللہ کی طرف لوٹے تو اللہ بھی اس کی طرف لوٹے گا (مسند احمد)

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ (جامع ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں مجھے موت عطا فرما اور قیامت میں مجھے مسکینوں ہی کے ساتھ اٹھا......

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا آپ کیوں مانگتے ہیں؟ فرمایا کہ مسکین اور غریب، دولت مندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کسی مسکین کو خالی ہاتھ واپس نہ کرنا چاہیے خواہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، پس تم مسکینوں سے محبت رکھو اور اُن کو اپنے پاس جگہ دیا کرو (جامع ترمذی/سنن بیہقی)

ام المومنین نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نصیحت کو گرہ سے باندھ لیا:

☆روایت ہے کہ ایک بار کوئی سائلہ دروازے پر آئی جس کی گود میں دو ننھے بچے تھے، اتفاق سے اُس وقت گھر میں سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ کھجور اس عورت کو دے دی، اُس نے کھجور، دو ٹکڑے کر کے بچوں میں بانٹ دی خود کچھ نہ کھایا (ایک جگہ ہے تین کھجوریں دیں، ماں نے دو کھجوریں بچوں کو دے دیں، ایک اپنے منہ میں ڈال لی، بچے اپنی کھجوریں کھا کر حسرت سے ماں کو دیکھنے لگے، ماں نے وہ کھجور بھی منہ سے نکال کر ان کو دے دی) ماں کی مامتا اور محبت کا یہ حسرت ناک منظر دیکھ کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل بھر آیا اور آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو یہ واقعہ آپ کو سنایا، آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے لڑکیاں ہوں اور وہ اُن کی پرورش کرے تو وہ اُس کے اور آتش دوزخ کے درمیان حائل ہو جائیں گی (مسند احمد/مستدرک امام حاکم/مسند ابی داؤد طیالسی)

☆ام المومنین نے تمام عمر مسکینوں، ناداروں، یتیموں، بیواؤں اور غلاموں کی مدد کی اور اُن کے مسائل کے حل کے لیے ہر ممکن سعی کی، جب بھی کوئی خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی حاجت لے کر حاضر ہوتیں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کی اعانت اور سفارش کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتیں (صحیح بخاری/مسند امام احمد)

☆اگر کسی ذریعے سے ام المومنین کو پتہ چل جاتا کہ فلاں شخص اپنے بچے کی پرورش سے معذور ہے یا فلاں بچہ یتیم ہو گیا ہے تو آپ اُس بچے کو اپنی کفالت میں لے لیتی تھیں، اُس کی پرورش اور تعلیم وتربیت کا مکمل ذمہ آپ اٹھا لیتی تھیں، اپنے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑکیوں کی پرورش بھی آپ نے ہی کی (مؤطا امام مالک)

☆آپ نادار بچیوں کی شادی بیاہ کے فرائض بھی انجام دیتی تھیں چنانچہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک انصاریہ لڑکی کی پرورش کی اور بیاہ کیا (مسند احمد)

☆ آپ کو غلاموں کی آزادی کا بھی بہت شوق تھا، ایک دفعہ چالیس غلام آزاد کیے، آپ کے کل آزاد کردہ غلاموں کی تعداد کتابوں میں 67 تک بیان ہوئی ہے (شرح بلوغ المرام)

☆ مدینہ منورہ میں کسی یہودی کی تحویل میں بریرہ نامی ایک خادمہ تھی، اُس کے مالکوں نے اُسے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر تم مطلوبہ رقم جمع کرادو تو آزاد ہو، اِس رقم کی فراہمی کے لیے اُس نے لوگوں سے چندہ مانگا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے پوری رقم اپنی طرف سے ادا کر کے اس کو آزاد کر دیا (مشکوٰۃ شریف)

مہمان نوازی:

مہمان نوازی اہل عرب کا خاص شعار ہے اور ام المومنین میں بھی یہ وصف نمایاں تھا...... گھر میں کوئی مہمان آجاتا تو اُس کی مہمان داری میں آپ کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتیں......

☆ حضرت قیس غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر چلو، جب آپ حجرے میں تشریف فرما ہوئے تو فرمایا عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم لوگوں کو کھانا کھلاؤ، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھانے کے بعد چھوہارے کا حریرہ بھی پیش کیا اور جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے پینے کی کوئی شے طلب فرمائی تو پہلے ایک بڑے پیالے میں دودھ پیش کیا اور اس کے بعد ایک چھوٹے پیالے میں پانی لائیں (سنن ابی داؤد)

☆ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بنو مشفق کے کچھ لوگ حاضر ہوئے، اتفاق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مہمانوں کی ضیافت کے لیے فوراً خزیرہ (ایک کھانے کا نام ہے) پکوانے کا حکم دیا اور مہمانوں کے پاس

ایک تھال میں کچھ کھجوریں رکھ کر بھجوا دیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے مہمانوں سے سب سے پہلے حسب معمول پوچھا کہ بھئی کچھ کھایا پیا بھی یا نہیں؟ تو اُن لوگوں نے عرض کی کہ ماشاء اللہ سب انتظام ہو چکا ہے (سنن ابی داؤد)

☆ اصحاب صفہ میں شامل ایک صحابی حضرت طہفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اہل صفہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی سفارش کی تو ہر ایک صحابی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اُس میں سے ایک یا دو کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے کے لیے لے گیا، حضرت طہفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم پانچ آدمی باقی رہ گئے، یہ دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو، ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ آپ کے مکانِ اقدس پر جا پہنچے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ہم لوگوں کو کھانا کھلائیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سنتے ہی بھنا ہوا گوشت لے آئیں، ہم سب نے خوب کھایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! کچھ اور کھلاؤ، یہ سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیس لے آئیں (یہ ایک قسم کا کھانا ہوتا ہے جس میں چھوہارے، دودھ اور گھی ڈالا جاتا ہے) ہم سب نے اُس کو بھی خوب کھایا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! ہمیں پانی بھی پلاؤ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ ارشاد سنتے ہی ایک بڑے برتن میں پانی بھر لائیں وہ بھی ہم نے پی لیا، پھر دوسرے برتن میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِس قدر دودھ لائیں کہ ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا......

(سیرت ام المومنین، مولانا محمد عبد الاحد قادری)

انکساری واعلیٰ ظرفی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اگرچہ مکارم اخلاق کے بہترین مرتبے پر فائز امت کی جلیل القدر خاتون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب زوجہ تھیں مگر اس بلند مرتبے کے باوجود آپ میں انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپ اپنی ہم عصر ہستیوں کا ذکر تو بڑی کشادہ دلی سے کرتیں تھیں مگر خود آپ کو اپنی تعریف بھی گراں گزرتی تھی، آپ اکثر آل واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلتیں بیان فرمایا کرتی تھیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ کس شان کے بشر تھے......

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدۃ النساء کی تعریف ان الفاظ میں کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُن کے باپ کے سوا کوئی اور بہتر انسان کبھی نہیں دیکھا (الاصابہ/طبرانی)

☆ ایک تابعی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مردوں میں اُن کے شوہر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے، وہ بہت عبادت گزار اور بہت روزے دار تھے (جامع ترمذی/ الاستیعاب)

اسی طرح دیگر اصحاب اور ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب پر مشتمل کئی احادیث آپ سے مروی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کتنی کشادہ دلی سے دوسروں کی خوبیوں کو بیان کیا ہے لیکن اگر کوئی خود آپ کی تعریف کرتا اور آپ کے فضائل بیان کرتا تو آپ عاجزی وانکساری کا پیکر بن جاتیں:

☆ روایت ہے کہ جب آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے اور گفتگو کے دوران وقتاً فوقتاً آپ کے فضائل ومناقب بیان

کرنے لگے تو آپ نے فرمایا: ابن عباس! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے تعریف سے معاف رکھیے، مجھے تو یہ پسند تھا کہ میں معدوم ہو جاتی، بھولی بسری ہو جاتی (طبقات ابن سعد)

☆ سورۂ فاطر میں امت محمدیہ کے تین طبقے بتائے گئے ہیں، اس کی تفسیر میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب ان طبقات کی تفصیل پوچھی گئی تو باوجود اس کے کہ آپ اعلیٰ ترین طبقے پر فائز تھیں، آپ نے انکساری کی انتہاؤں کو چھوتے ہوئے اس کی تفسیر یوں بیان کی کہ یہ سب جنتی لوگ ہیں ...... سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ تو وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھے جنہیں خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ...... مُّقْتَصِدٌ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم کی پیروی کی یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے اور ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مجھ تجھ جیسے لوگ ہیں (تفسیر ابن کثیر/ مسند طیالسی)

یہ ہے ام المومنین کی انکساری کی انتہا حالانکہ آپ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بلکہ اُن سے بھی بہترین درجے والوں میں سے ہیں لیکن اپنے آپ کو متواضع بنا کر سب سے نچلے درجے میں شمار کر رہی ہیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ شانِ عاجزی وصال تک برقرار رہی ......

شجاعت و دلیری:

شجاعت، حوصلہ مندی، جرأت مندی اور اولوالعزمی ام المومنین کے وہ خاص اوصاف ہیں جو امت کے ہر فرد بالخصوص طبقہ نسواں کے لیے ایک نادر مثال ہیں کہ ایک عورت کو اپنی زندگی محض ڈر و خوف کے زیر اثر نہیں گزارنی چاہیے بلکہ خانگی امور سے ہٹ کر بھی جو فرائض ہیں اُن سے بھی باخبر رہنا چاہیے اور اضطراری کیفیات میں ان کی بجا آوری کا فریضہ بھی سرانجام دینا چاہیے ......

شجاعت دو چیزوں یعنی دل کی مضبوطی اور خوف کی کیفیت میں ثابت قدمی کا نام ہے اور ام المومنین میں یہ دونوں جواہر خصوصیت کے ساتھ موجود تھے، آپ کی حوصلہ مندی پر مبنی کئی مثالیں روایات کی شکل

میں محفوظ ہیں جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ام المومنین کس قدر شجاع، باحوصلہ اور باہمت خاتون تھیں اور سوائے اللہ کے کوئی خوف آپ کو دامن گیر نہیں تھا......

☆ آپ راتوں کو بلا خوف وخطر قبرستان چلی جاتی تھیں (صحیح بخاری)

☆ غزوہ احد کے معرکے میں کہ جب افراتفری نے دوست دشمن کی تفریق مٹا دی تھی، آپ اس عالم میں میدانِ جنگ میں تشریف لے جاتیں کہ جب تیر برس رہے ہوتے تھے اور آپ اپنی پیٹھ پر مشک لاد لادکر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں (صحیح بخاری)

☆ غزوہ خندق میں جب سارا عرب مدینہ منورہ پر چڑھ آیا تھا اور مسلمانوں میں گھبراہٹ پھیل گئی تھی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے خطر قلعے سے نکل کر میدان جنگ کا معائنہ کیا کرتی تھیں (مسند احمد)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے کئی بار جنگ میں حصہ لینے کی اجازت مانگی، لیکن اجازت نہ ملی (صحیح بخاری)

☆ خیر وفلاح کی نیت سے اضطراری کیفیت کے زیر اثر جنگ جمل میں نا صرف یہ کہ حصہ لیا بلکہ لشکر کی قیادت فرمائی (مسند احمد)

☆ شریعت سے متعلق ہر بحث طلب امر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی تھیں بالخصوص عورتوں کے متعدد مسائل کا حل آپ ہی کے ذریعے امت تک پہنچا (صحیح بخاری)

☆ کوئی بات خلاف اصل معلوم ہوتی تو اُس کے اظہار سے باز نہیں رہتی تھیں (صحیح بخاری/ مسند احمد)

شرم وحیا اور پردہ داری:

شرم وحیا، عورت کا زیور اور حجاب عورت کا محافظ ہے یہ ہی وجہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردے کا خاص خیال رکھتی تھیں اور آیت حجاب کے بعد جب یہ تاکید فرض ہوگئی تو آپ پردے کی سخت پابندی کیا کرتی تھیں، اس ضمن میں بعض مستند روایات کتب احادیث میں اس طرح منقول ہیں:

☆ آپ فرماتی ہیں کہ جب ہم (ازواج مطہرات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ احرام باندھے ہوئے چلتے تھے اور قافلے والے ہمارے پاس سے گزرتے تھے تو ہم گھونگھٹ نکال لیا کرتے تھے اور جب سوار ہمارے پاس سے گزر جاتے تو پھر ہم اپنا منہ کھول لیتے تھے (مشکوٰۃ شریف)

☆ ایک مرتبہ حج کے موقع پر چند بیبیوں نے عرض کیا کہ ام المومنین! چلیے حجر اسود کو بوسہ دے لیں، تو فرمایا کہ تم جا سکتی ہو، میں مردوں کے ہجوم میں نہیں جاسکتی (صحیح بخاری)

☆ کبھی دن میں آپ کو طواف کا موقع پیش آتا تو خانہ کعبہ مردوں سے خالی کرالیا جاتا تھا (مسند احمد)

☆ طواف کی حالت میں بھی آپ کے چہرے پر نقاب پڑی رہتی تھی (اخبار مکہ، زرقانی)

☆ حضرت اسحاق نامی تابعی جو کہ نابینا تھے، وہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اُن سے بھی پردہ کیا، انہوں نے عرض کیا مجھ سے کیا پردہ میں تو نابینا ہوں، تو فرمایا کہ اگرچہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے لیکن میں تو تمہیں دیکھتی ہوں (طبقات ابن سعد)

☆ ایک روز آپ کے رضاعی چچا افلح نے شرف باریابی کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اجازت نہیں دی، جس پر انہوں نے کہا کہ آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا چچا ہوں، آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رہنمائی طلب کی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے

فرمایا کہ افلح تمہارا رضاعی چچا ہے، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سن کر آپ نے افلح کو اپنے سامنے آنے کی اجازت دی (صحیح بخاری)

☆ام المومنین پردے کے معاملے میں اتنی سخت تھیں کہ زندہ تو زندہ، مُردوں سے بھی پردہ کیا کرتی تھیں اور اس میں بھی محرم ونامحرم کا خیال کیا کرتی تھیں، آپ کے حجرے کے جس حصے کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُرنور مدفن ہونے کی سعادت ابدی حاصل ہوئی تھی آپ وہاں بلا جھجک تشریف لے جاتی تھیں، پھر آپ کے والد محترم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وہاں مدفون ہوئے تب بھی آپ وہاں بغیر پردے ہی کے تشریف لایا کرتی تھیں لیکن جب آپ کے حجرے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے تو بغیر پردے کے وہاں نہیں جاتی تھیں (مسند احمد/مستدرک امام حاکم)

غیرت اور خودداری:

غیرت اور خودداری باوقار اور جلیل القدر افراد کی شخصیت کا لازمی جزو ہوا کرتی ہے اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک زندگی کے تمام واقعات اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ بے حد خوددار اور غیور واقع ہوئی تھیں، اسی خودداری کا نتیجہ تھا کہ اگر کوئی آپ کو تحفہ بھیجتا تو جواب میں آپ بھی تحفے کے بدلے کچھ نہ کچھ ضرور بھیجتیں......

☆ایک بار عرب کے عبداللہ بن عامر نامی ایک رئیس نے تحفے کے طور پر ایک بڑی رقم اور بہت سے کپڑے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجے، اتفاق سے جس روز اُس رئیس کے تحائف آپ تک پہنچے تو اُس وقت گھر میں جوابی تحفہ دینے کو کچھ نہ تھا، ام المومنین نے وہ تحائف یہ کہہ کر واپس کرنا چاہے کہ ہم کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے لیکن پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ یاد آئی کہ کسی کا تحفہ واپس کرنا اخلاق کے منافی اور دل آزاری کے مترادف ہے، تو آپ

نے یہ تحائف قبول فرمالیے، آپ نے اس مسئلے کا یہ حل نکالا کہ تحائف قبول تو کر لیے مگر بعد میں تمام رقم اور کپڑے غریبوں میں تقسیم کر دیے (مسند احمد)

☆ خودداری کی وجہ سے دوسروں کے احسانات سے بچنے کی حتی الامکان سعی کرتی تھیں اور یہ دعا اکثر آپ کے لبوں پر ہوتی تھی کہ اے اللہ مجھے صرف اپنا محتاج بنا کسی اور کا محتاج نہ بنا، ایک دن مال غنیمت میں سے موتیوں کی ڈبیہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمت میں بھیجی تو غیرت کے مارے پکار اٹھیں کہ یا خداوند قدوس! ابن خطاب نے مجھ پر بڑے بڑے احسانات کیے ہیں، اے میرے مالک! مجھے آئندہ اُن کے تحفوں کے لیے زندہ نہ رکھنا (مستدرک امام حاکم)

☆ خودداری ہی کی وجہ سے اپنی تعریف پسند نہ کرتی تھیں اور وصال کے وقت بھی آپ کے لبوں پر یہ الفاظ تھے کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی (طبقات ابن سعد)

عفوودرگزر:

عفواور درگذر کے ایسے سینکڑوں واقعات کتب التواریخ میں موجود ہیں جن سے ام المومنین کی شانِ عفو کا پتہ چلتا ہے یہاں صرف بطور مثال بعض واقعات نذرِ قارئین ہیں......

☆ واقعہ افک میں بعض منافقین نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام استعمال کر کے ام المومنین کو اُن سے بدظن کرنا چاہا اور آپ کے سامنے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برائی کی تو آپ نے اُسے روک دیا اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں کہا کہ اُنہیں برا نہ کہو وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے مشرک عرب شاعروں کو جواب دیا کرتے تھے (صحیح بخاری)

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد بھی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، آپ اُن کو عزت سے بٹھاتی تھیں اور لوگوں سے یہ کہتیں تھیں کہ یہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مداح ہیں، پھر آپ اُن سے اشعار سنتیں اور حوصلہ افزائی کرتی تھیں۔

(کامل ابن اثیر)

ام المومنین غیبت و بدگوئی کو سخت ناپسند کیا کرتی تھیں، آپ سے دو ہزار سے زائد روایات منقول ہیں مگر کسی ایک روایت میں اس قسم کا ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ آپ نے کبھی کسی کی غیبت یا بدگوئی کی ہو:

☆ ایک شخص کو بہت برا سمجھتی تھیں لیکن جب وہ مرا تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے، آپ کے شاگرد حضرت مسروق علیہ الرحمہ نے جو اُس وقت آپ کی خدمت میں موجود تھے اُنہیں حیرت ہوئی اور اُنہوں نے ام المومنین سے کہا کہ پہلے تو آپ اُس پر لعنت بھیجا کرتی تھیں پھر آج اُس کی مغفرت کیوں طلب کر رہی ہیں؟ یہ سن کر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مرنے والوں کو بھلائی کے ساتھ یاد کرو (مسند ابی داؤد طیالسی/ احیاء العلوم)

☆ ایک دفعہ کسی عورت نے ایک دوسری عورت کا ذکر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے اس طرح چھیڑا کہ وہ تو بہت لمبے دامن والی ہے، آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ کہنا بھی غیبت میں داخل ہے، جب تک تُو اُس سے اپنا یہ قصور معاف نہ کرائے گی اِس گناہ کے وبال سے نجات مشکل ہے (احیاء العلوم)

چھوٹی چھوٹی باتوں کا لحاظ:

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ نصیحت فرمائی:

اِیَّاکِ وَ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ (معمولی اور حقیر گناہوں سے بچا کرو)...(مسند احمد/سنن ابن ماجہ)

چنانچہ آپ معمولی معمولی لغزشوں اور گناہوں کا بڑا لحاظ فرمایا کرتیں اور اُن کے بارے میں دوسروں کو نصیحتیں فرمایا کرتی تھیں......

☆ ایک مرتبہ آپ نے عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ شراب کے مٹکوں میں چھوہارے تک نہ

بھگوئے جائیں، اگر تمہارے مٹکوں سے نشے کی بو بھی آئے تو وہ بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشے والی چیز سے منع فرمایا ہے (سنن نسائی)

☆ ایک مرتبہ آپ کے گھر میں سے ایک سانپ نکلا، آپ نے اُس کو مار ڈالا، کسی نے کہا کہ آپ نے غلطی کی، ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی مسلمان جن ہو جسے آپ نے مار ڈالا، یہ دلیل سن کر آپ شش و پنج میں مبتلا ہوگئیں اور اس کے فدیے میں ایک غلام آزاد کیا (مسند احمد)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسے فضول مشاغل سے شدید کراہت کا اظہار فرماتی تھیں جن سے گناہوں کی جھلک بھی محسوس ہوتی ہو، حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین کے گھر میں کچھ کرائے دار تھے، آپ کو معلوم ہوا کہ وہ شطرنج کھیلتے ہیں تو آپ کو اُن پر بہت غصہ آیا اور آپ نے اُن کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے شطرنج کے مہروں کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دیا تو میں تم کو اپنے گھر سے نکال دوں گی (مسند احمد/ الادب المفرد)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے سامنے ایک صحن تھا، اُس میں ایک قصہ گو اپنی مجلس گرم کرنے لگا، آپ پر یہ امر اِس قدر ناگوار گزرا کہ برداشت نہ ہوسکا، آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس امر کی شکایت کی اور کہا کہ اِس کی قصہ گوئی کی وجہ سے عبادات و وظائف میں خلل پڑتا ہے، ذکر و تسبیح کا لطف جاتا رہا، کیونکہ عبادت وہی ہے جس میں دل یکسو رہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنتے ہی اُس قصہ گو کو وہاں سے نکلوا دیا (احیاء العلوم)

بداعتقادی کی مخالفت:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات زندگی کے باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اہل عرب ماہِ شوال کو نحس سمجھتے تھے لہٰذا اُس میں شادی بیاہ سے گریز کرتے تھے، رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شوال کے مہینے میں نکاح فرما کر اہل عرب کی اُس بداعتقادی کا خاتمہ فرمایا جو اس ماہِ مبارک کے حوالے سے اُن میں پائی جاتی تھی، ام المومنین اپنی شادی کے موقع پر اس بداعتقادی کے خاتمے پر فخر کیا کرتی تھیں اور آپ کی تمام زندگی اس امر کی شاہد ہے کہ آپ نے ہمیشہ ایسے بداعتقادیوں پر مبنی عقائد و رسومات کی سختی سے بیخ کنی فرمائی......

☆ مدینہ منورہ میں جب بچے پیدا ہوتے تو پہلے تبرکاً سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں لائے جاتے تھے، آپ اُن کو دعائیں دیتیں، ایک روز ایک ایسا بچہ بھی آپ کی خدمت میں لایا گیا جس کے سر تلے لوہے کا ایک استرا نظر آتا تھا، پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اِس سے بھوت پریت بھاگتے ہیں، یہ سن کر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استرا اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شگون سے منع فرمایا ہے، ایسا نہ کیا کرو (مستدرک حاکم)

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بچوں کی بیماری کے علاج کی بھی کچھ مہارت تھی، ایک روز ایک ایسے بچے کو علاج کے لیے آپ کی خدمت میں لایا گیا جس کے دونوں پیروں میں چمکدار پازیب پڑی ہوئی تھی، آپ علاج میں مصروف تھیں اس لیے آپ کی نظر پہلے تو ان پازیبوں پر نہیں پڑی مگر جب آپ نے انہیں دیکھ لیا تو اُس بچے کے متعلقین سے فرمایا: کیا تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ پازیبیں کسی ایسے مرض کو دفع کر دیں گی جس کو اللہ نے لکھ دیا ہے؟ اگر میں پہلے اِن کو دیکھ لیتی تو میں علاج نہ کرتی اور نہ اس بچے کو ہاتھ لگاتی، میری زندگی کی قسم! چاندی کے دو پازیب بھی ان سے پاکیزہ اور بہتر ہیں (کیونکہ انہیں بداعتقادی کی وجہ سے نہیں بلکہ آرائش کے لیے پہنا جاتا ہے)......(الادب المفرد)

علم و فضل:

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (سورۃ البقرہ، آیت 269)

ترجمہ: اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی......

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار اللہ کی اُن چنیدہ اور باسعادت ہستیوں میں ہوتا ہے جنہیں دانش و حکمت جیسا عطیہ ربانی حاصل ہوا اور آپ کی حیات طیبہ کا سب سے روشن اور نمایاں باب آپ کی علمی فضیلت اور اجتہادی بصیرت ہے، آپ کی علمی شان نہایت بلند تھی، قرآن و حدیث، حلال و حرام، تاریخ و ادب، طب و خطابت اور درس و تدریس میں آپ کو کمالِ مہارت حاصل تھا، آپ کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو حلال و حرام، فقہ و حدیث اور شعر و انساب کا عالم نہیں پایا (طبرانی/ مجمع الزوائد)

زیر نظر تصنیف میں ''ام المومنین کے علمی احسانات'' کے عنوان سے ترتیب دیے گئے خصوصی باب میں ام المومنین کی حکمت و دانش اور فکر و نظر سے متعلق کافی احوال آپ کے سامنے آئیں گے مگر یہاں میں اُن کے علمی پہلوؤں اور ہمہ جہتی کو اختصاراً بیان کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس موضوع کی شانِ جامعیت دوبالا ہو جائے......

قرآن فہمی:...... اسلام میں سب سے بڑا علم قرآن مجید کو جاننا اور سمجھنا ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تقریباً 19 یا 20 برس کی عمر میں حریم نبوت میں داخل ہوئیں اور قریباً دس سال کاشانۂ نبوت میں گزارے، امہات المومنین میں کوئی اور نہیں جس نے آپ کے برابر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم سیکھا ہو، نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریباً نصف قرآن اُس عرصے میں نازل ہوا جب آپ حرم نبوی میں داخل ہو چکی تھیں، قرآن پاک کا جو حصہ آپ کے کاشانۂ نبوت میں

آنے سے قبل نازل ہو چکا تھا آپ اُس سے بھی پوری طرح باخبر تھیں اور کاشانۂ نبوت میں آنے کے بعد تو آپ کی عادت یہ بن گئی تھی کہ قرآن کی جس آیت کا مطلب سمجھ میں نہ آتا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرما لیتیں، ایک ایک آیت پر غور وفکر کرتیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کی وجہ سے آپ کو ایسے اسباب ومواقع عطا فرمائے کہ قرآن مجید کی ایک ایک آیت کی طرز قرأت، محمل معنوی، موقع استدلال اور طریقہ استنباط پر کامل عبور ہو گیا تھا، مسئلے کے جواب کے لیے اکثر قرآن حکیم کی طرف رجوع فرماتیں، ایک مرتبہ چند حضرات آئے، انہوں نے عرض کیا ام المومنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اخلاق بیان فرمائیں، فرمایا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ آپ کا اخلاق سرتاپا قرآن تھا، پھر دریافت کیا کہ آپ کی رات کی عبادت کا کیا طریقہ تھا؟ فرمایا ''کیا تم نے سورۂ مزمل نہیں پڑھی؟ (سنن ابی داؤد/ مسند احمد)

ایک مرتبہ ایک نادار شخص نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کھانے کو کچھ مانگا، اُس وقت آپ کے پاس انگور کا ایک خوشہ تھا، اُسی میں سے ایک دانہ اُسے دینے کو کہا، وہ شخص تعجب سے اور حیرت سے سیدہ کی طرف دیکھنے لگا کہ ایک دانہ بھی کوئی دیتا ہے، فرمایا تم حیران کیوں ہوتے ہو ذرا دیکھو تو سہی اس ایک دانے میں کتنے ذرّے ہیں (موطا امام مالک)

محدثین لکھتے ہیں کہ یہ ام المومنین کی قرآن فہمی کی واضح دلیل اور سورۂ زلزال کی اُس آیت کی طرف اشارہ تھا جس میں اللہ فرماتا ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

(سورۂ زلزال، آیات 7 تا 8)

ترجمہ: جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔

علم حدیث:...... حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہ کر جن امور کا مشاہدہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا اور جو کچھ سماعت فرمایا اُسے اپنے غیر معمولی حافظے کی بدولت نہ صرف یہ کہ یادرکھا بلکہ اُسے امت تک پہنچانے کے لیے بھرپور سعی بھی کی اور اس کا عملی ثبوت وہ 2210 احادیث نبوی ہیں جو امت تک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک واسطے سے ہی پہنچیں، محدثین نے روایت کے لحاظ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پانچ طبقات ترتیب دیے ہیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِن میں درجۂ اول کی محدثہ ہیں، آپ کے مبارک واسطے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو فرمودات امت تک پہنچے ہیں اُن کی وسعت اور اہمیت اس امر کی متقاضی تھی کہ ایک علیحدہ باب اس مقصد کے لیے مختص کیا جائے چنانچہ مرویات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر باقاعدہ ایک بصیرت افروز تحقیقی مضمون اِسی عنوان سے تشنگانِ علم کے لیے اِسی تصنیف میں موجود ہے، اسے پڑھیے اور اپنے اذہان وقلوب کو منور کر لیجیے......

فقہی بصیرت:...... قرآن وحدیث کی جید عالمہ ومحدثہ کی حیثیت سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شمار امت کے اعلیٰ ترین فقہاء ومجتہدین میں ہوتا ہے، محدثین کا اتفاق ہے کہ ایک تہائی اسلامی فقہ آپ ہی کی روایتوں سے مرتب ہوئی چنانچہ آپ کی اصابت رائے اور دینی معاملات میں اجتہادی بصیرت صحابہ کرام اور تابعین عظام کے نزدیک مسلم تھی یہ ہی وجہ ہے کہ بڑے جلیل القدر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے فقہی مسائل میں مشورہ کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ عام افراد تک باہمی اختلاف کی صورت میں ام المومنین سے رجوع کرتے تھے اور اُن کا فیصلہ فتوے کی حیثیت اختیار کر لیتا تھا، اس قسم کے فتوؤں کو اگر مرتب کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر بنتا ہے اور اِن تاریخ ساز فتاویٰ کو محض چند سطروں میں بیان نہیں کیا جا سکتا لٰہذا آپ کی فقہی اور اجتہادی بصیرت پر ایک الگ گوشہ اسی کتاب کی زینت بن کر ''ام المومنین کے علمی احسانات'' کے عنوان سے جگمگا رہا ہے اور اہل علم

کو دعوتِ فکر دے رہا ہے......

شعروادب:...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شعر و سخن کا بھی اچھا خاص ذوق رکھتی تھیں، آپ کے والد ماجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر و ادب سے دلچسپی رکھتے تھے اس تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ نے یہ فن آغوشِ پدری میں ہی سیکھا، ام المومنین کے شاگرد کہا کرتے تھے کہ آپ کی شاعری پر ہم کو تعجب نہیں ہوتا اس لیے کہ آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں (مسند احمد/مستدرک حاکم)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شاعرانہ ذوق اتنا اچھا تھا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے قادر الکلام شاعر بھی آپ کی خدمت میں اشعار سنانے کے لیے حاضر ہوتے تھے (کامل ابن اثیر)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اشعارِ عرب سے بھی خوب واقف تھیں اور موقع کی مناسبت سے اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اشعار سنایا کرتی تھیں، آپ کا قدیم عرب شعراء عروہ اور ابو کبیر ہذلی کے اشعار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنانا روایات سے ثابت ہے اور بعض روایات سے یہ تصریح بھی ملتی ہے کہ آپ خود بھی شعر کہا کرتی تھیں اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں قصیدے بھی کہے، آپ شاعرانہ طور پر اپنے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جو کچھ فرمایا کرتی تھیں اس کے نمونے تو آپ کو اِسی کتاب میں مل جائیں گے مگر دورانِ گفتگو مختلف موضوعات پر آپ جس طرح بامحاورہ کلمات ادا کیا کرتی تھیں اُس کے چند ادبی نمونے میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جو آپ کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ عربی زبان سے گہری واقفیت کے بھی آئینہ دار ہیں، مثلاً:

آغازِ وحی کے سلسلے میں فرماتی ہیں:

"فَمَا رَاىٰ رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ"

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خواب دیکھتے تھے، سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبین مبارک پر عرق آ جاتا تھا، ام المومنین اس کیفیت کو اس طرح ادا کرتی ہیں:

"مِثْلَ الْجُمْعَانِ"

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے)

واقعہ افک کی وجہ سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راتوں کو نیند نہیں آتی تھی، اپنی اس کیفیت کو اس طرح بیان فرماتی ہیں:

"مَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ"

(میں نے سرمۂ خواب نہیں لگایا)

ادبی چاشنی کی شاہکار ایسی بے شمار مثالیں آپ کو اُن احادیث میں مل جائیں گی جو کتب احادیث میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے منقول ہیں......

تاریخ وانساب:......سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صرف دینی علوم ہی میں مہارت حاصل نہ تھی بلکہ آپ تاریخ عرب اور علم انساب سے بھی گہری واقفیت رکھتی تھیں، آپ کے والد ماجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرب کی تاریخ، اُن کی رسوم اور قبائل کے باہمی انساب کی واقفیت کے حوالے سے مہارت تامہ حاصل تھی چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے ان علوم وفنون کی آشنائی ان کا خاندانی ورثہ تھا (مسند احمد)

تاریخ اسلام کے ابتدائی واقعات میں سے تو بیشتر آپ کی روایت سے امت تک پہنچے ہی ہیں بلکہ عرب جاہلیت کے رسم ورواج کے متعلق بعض اہم معلومات کتب احادیث میں صرف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی زبانی منقول ہیں، انصار کی جنگ بعاث کا تذکرہ بھی آپ ہی کے مرہون منت ہے (صحیح بخاری)

خطابت:...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ صرف یہ کہ تاریخی حالات کے بیان کرنے میں منفرد تھیں بلکہ خطابت میں بھی اپنا ایک خاص مقام رکھتی تھیں جن خوش قسمت اشخاص نے آپ کی تقریریں سماعت فرمائی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ خطابت کے لحاظ سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلفائے راشدین کے سوا تمام صحابہ میں ممتاز تھیں......

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ بخدا میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ فصیح وبلیغ اور زیادہ ذہین وفطین خطیب نہیں دیکھا (مستدرک حاکم/ مجمع الزوائد/ طبرانی)

تابعی حضرت موسیٰ بن طلحہ علیہ الرحمہ ذکر کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت شیریں بیاں، فصیح اللسان اور قادر الکلام خطیب تھیں میں نے اُن سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں پایا (مستدرک حاکم)

طبری اور دیگر کتب تواریخ میں آپ کی وہ تقریریں مذکور ہیں جو جنگ جمل کے میدان میں آپ نے کی تھیں، احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ کے رہنے والے ایک تابعی ہیں انہوں نے غالباً بصرہ میں ان کی تقریریں سنی ہوں گی، فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ سے جو بات نکلتی تھی اور اس میں جو خوبی اور بلندی ہوتی تھی، وہ کسی کے کلام میں نہیں ہوتی تھی (مستدرک حاکم)

آپ کی تقریر میں حسن گفتار اور فصاحت لسانی کے ساتھ لہجے میں پختگی، رفعت اور جلالت بھی ہوتی تھی، علامہ طبری آپ کی جلالت کا ماجرا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ "پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا نے تقریر کی، وہ بلند آواز تھیں، اُن کی آواز اکثر لوگوں پر غالب آجاتی تھی گویا آپ ایک صاحب جلال خاتون تھیں"(تاریخ طبری)

علم طب سے واقفیت:...... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیگر نافع علوم کی طرح علم طب سے بھی خاصی واقفیت حاصل تھی، طب کا فن آپ نے اُن وفودِ عرب سے سیکھا تھا جو جزیرۂ عرب کے مختلف حصوں سے بارگاہ نبوت میں آیا کرتے تھے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ شعر کہتی ہیں تو میں نے مانا کہ آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں کہہ سکتی ہیں لیکن آپ کو علم طب سے یہ واقفیت کیونکر ہوئی؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کے ایام میں اطبائے عرب آیا کرتے تھے جو دوائیں اور نسخے وہ بتایا کرتے تھے میں اُنہیں یاد کرلیتی تھی (مستدرک حاکم/مسند احمد)

درس وتدریس:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا کہ "جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچائے" سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس حکم کی تعمیل کی اور علم کو دوسروں تک پہنچایا، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر سال حج پر تشریف لے جایا کرتی تھیں، یہ صورت حال زندگی کی آخری سانسوں تک برقرار رہی، حج پر باقاعدگی سے جانے کا مقصد یہی تھا کہ عالم اسلام سے آنے والے مسلمانوں کو یہ موقع مل جائے کہ وہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے بہرہ ور ہوسکیں، فرزندانِ توحید بھی یہ جانتے تھے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم ومعرفت کا ایسا سمندر ہیں جس میں تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موتی بھرے ہوئے ہیں لہٰذا حج کے موسم میں ام المومنین کی قیام گاہ طالبانِ علم ومعرفت کے لیے مرکز بن

جاتی، عورتوں کا بھی ہر وقت ہجوم رہتا اور آپ امام و پیشوا کی صورت آگے آگے اور تمام خواتین آپ کے پیچھے چلتی تھیں، کوہ حرا اور کوہ ثبیر کے درمیان سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خیمہ نصب ہوتا تھا اور تشنگان علم جوق در جوق دور دراز کے ممالک سے آکر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے (مسند احمد)

مدینہ طیبہ میں بھی آپ نے ساری زندگی علم دین کی نشر و اشاعت کی، یوں درس و تدریس میں آپ ایک منفرد مقام حاصل ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین کے لیے آپ کو طویل عمر عطا فرمائی، اس دوران جو فیض ملت اسلامیہ کو آپ کی ذات سے پہنچا وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، ام المومنین نے تقریباً 47 برس تک پردے میں رہتے ہوئے سینکڑوں خواتین اور مردوں کو دین سے آراستہ فرمایا، آپ کے شاگردوں میں ایک سے بڑھ کر ایک جلیل القدر ہستی موجود ہے جن میں حضرت عروہ، حضرت قاسم، حضرت زین العابدین، حضرت سالم، حضرت نافع، حضرت عکرمہ، حضرت مجاہد، حضرت مسروق اور حضرت شعبی رحمھم اللہ کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے استاد حضرت امام نخعی کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا......

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم کا بحر بے کنار تھیں، اس علم کو اپنی روحانی اولاد تک پہنچانے میں آپ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، آپ نے علم کے پھیلاؤ کے لیے قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور بعد میں آنے والوں کے لیے روشنی کے مینار قائم کیے، اشاعت علم کے لیے جو اقدامات آپ نے کیے اُس کا ایک مختصر مگر جامع احوال حافظ افروغ احسن نے اپنی تالیف ''ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن'' میں رقم کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اشاعت علم کے لیے ام المومنین کا طریقۂ کار یہ تھا:

1) چھوٹے بچوں اور بچیوں کو اپنی کفالت میں لے کر انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنا......

2) خواتین کے لیے اُن کے اپنے گھروں میں حلقۂ درس کا قیام......

3) پردے کی اوٹ سے مسجد نبوی میں موجود طلباء کو علم کے نور سے منور کرنا......

(دراصل یہ ہی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درس گاہ تھی، طالب علم سوالات کرتے اور آپ پردے کی اوٹ سے جوابات دیتیں، کبھی بحث چھڑ جاتی، استاد اور شاگرد اس میں حصہ لیتے، کبھی خود کسی موضوع پر تقریر شروع کر دیتی تھیں ان مجالس میں جلیل القدر صحابہ بھی ہوتے اور بلند پایہ تابعی بھی)

4) باہر سے آنے والے وفود کی علمی پیاس بجھانا......

5) حج کے موقع پر بڑے بڑے حلقۂ درس قائم کر کے علم دین کی اشاعت کرنا......

6) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کو اُن کے پس منظر اور سیاق و سباق کے ساتھ روایت کرنا......

7) روایات کی تصحیح کرنا......

8) دینی معاملات میں امت کو الجھن پیش آنے کی صورت میں اپنی قوت اجتہاد سے کام لے کر فتویٰ جاری کرنا......

یہ تھا علم کی ترویج کے لیے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا طریقہ اور کردار جس کے نور سے تشنگانِ علم تا قیامت اپنے قلوب کو منور کرتے رہیں گے......